امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

امت محمدیہ کی اہم ترین ذمہ داری

234

خطاب جمعہ

19 July 2024

/AIMPLB_Official

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہٖ الکریم اما بعد قال اللّٰہ تعالیٰ فی القران المجید. اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم .

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران. ۱۱۰)

دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہواور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیر امت بنایا ہے اور اس لیے بنایا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی خیر خواہی کرے اوران کا بھلا چاہے،اس خیر خواہی کی شکل یہ بتائی گئی کہ لوگوں کو معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے،معروف ہر وہ نیک کام ہے جس کا تقاضا انسان کی فطرت کرتی ہے،خواہ وہ انسانوں سے تعلق رکھتا ہو مثلاً تعلیم وتہذیب، صلہ رحمی،غربا پروری،یتیموں سے سلوک محبت،سخاوت اور فیاضی،شرم وحیا،عاجزی اور پاکیزگی وغیرہ یا اللہ سے تعلق رکھتا ہو جیسے ایمان ویقین،روزہ،نماز حج زکوۃ جہاد اور ذکر وتلاوت وغیرہ،اس کے مقابلہ میں منکر ہر وہ برا کام ہے جسے انسان کی عقل سلیم برا سمجھتی ہواور جسے اللہ رب العزت نے برا کہا ہو،مثلاً بے حیائی اور بدکاری،کنجوسی اور بخل،تکبر، جہالت،ناپاکی،جھگڑا لڑائی،فرائض سے غفلت،فتنہ فساد وغیرہ۔

معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے کی ذمہ داری بحیثیت امت سارے مسلمانوں پر ہے،اور یہ ایسا فریضہ ہے جس سے غفلت نہیں برتی جاسکتی،لیکن پوری

امت اس کام کو انجام نہ دے سکے تو مسلمانوں میں ایسے گروہ کا پایا جانا ضروری ہے جو اس کام کو بجالائے، گویا معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے کے لیے ہر جگہ اور ہر زمانہ میں کسی نہ کسی ایک گروہ کا اٹھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران-۱۰۴)

تم میں تو کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

مسلمانوں سے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کی ذمہ داری اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کو دی گئی تھی مگر انہوں نے اس فریضہ کو ادا کرنے میں کوتاہی برتی، اور اس کوتاہی کی سزا پائی، وہ قوم خود ہی برائیوں اور بے حیائیوں میں مبتلا ہو گئی اور ان میں جو تھوڑے لوگ ان برائیوں سے محفوظ تھے انہوں نے خطا کاروں کو روکنے ٹوکنے اور ان کی اصلاح کرنے کا کام چھوڑ دیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر غضب نازل کیا، ارشاد ہوا:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ. كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (المائدہ-۷۹-۷۸)

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیوں کہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے۔ انہوں نے

ایک دوسرے کو بُرے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا،
براطرزِعمل تھا جوانھوں نے اختیار کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے بنی اسرائیل میں خرابی اس طرح پیدا ہوئی کہ ان کا آدمی جب دوسرے خطا کار سے ملتا تھا تو کہتا تھا کہ اے بندہ خدا، اللہ سے ڈرو اور جو برائی کر رہے ہو اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے، پھر اگلے دن اس سے ملتا تھا اور وہ بدستور اپنے غلط کاموں میں لگا رہتا تو وہ اس کو منع کرنے کے بجائے ،اس کا ساتھی اور اس کا ہم نوالہ وہم پیالہ بن جاتا، جب ان لوگوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض کی وجہ سے بعض پر مہر لگادی۔[1]

بنی اسرائیل کے بعد انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ امت مسلمہ کو سونپا گیا، ان کو منصب امامت پر فائز کیا گیا اور ان کو خیر امت کا لقب دیا گیا تاکہ وہ انسانوں کو معروف کے کاموں کی ترغیب دیں اور برے کاموں سے روکیں، یعنی دنیا میں بھلائی کو رواج دیں اور برائی کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کا مقام اس طرح بیان کیا:

وَكَذَالِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطاً لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى
النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْداً (البقرہ ۔ ۱۴۳)

اور اسی طرح ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ
تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

جس طرح کوئی حکومت کسی شہر میں قانون اور امن قائم کرنے کے لیے اپنا آفیسر مقرر کرتی ہے، پھر وہاں جرم وفساد اور بدامنی ہو تو مجرموں کو تو سزا دی جاتی ہے اس کے ساتھ اس آفیسر سے بھی باز پرس کیا جاتا ہے، اس کا ٹرانسفر ہوتا ہے یا اسے معطل کیا جاتا ہے، اسی طرح جب معاشرہ میں برائیوں کا بول بالا ہوگا تو خطا کاروں

---

[1] ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی

اور مجرموں سے اللہ مواخذہ کرے گا، مگر ساتھ ہی مسلمانوں سے بھی جواب طلب ہوگا کہ برائیوں سے روکنے اور بھلائی کو پھیلانے کی ذمہ داری تمہیں سونپی گئی تھی، تم نے اپنی ذمہ داری سے غفلت کیسے برتی؟ تمہارے سامنے برائیاں ہو رہی تھیں، اللہ کے بندے ستائے جا رہے تھے، اللہ کا حکم پامال ہو رہا تھا مگر تم نے ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی، حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہٖ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیوشکن اللّٰہ ان یبعث علیکم عقابا منہٗ ثم تدعونہٗ فلا یستجیب لکم۔ [1]

اللہ کی قسم تم لوگ ضرور معروف کا حکم دو اور منکر سے روکو، ورنہ خطرہ ہے کہ اللہ تم پر عذاب نازل کردے تم اس سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔

جب کسی سماج میں برائی اور بدکاری کا رواج ہوتا ہے تو برائی کرنے والوں کے علاوہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو خود تو برائی میں مبتلا نہیں ہوتے مگر برائی سے روکتے بھی نہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے آپ سے مطلب ہے دوسروں سے کیا لینا دینا، آج کل مغربی تعلیم کی وجہ سے اپنے آپ میں سمٹ کر رہنے کا جو رجحان پیدا ہوا ہے اس کی وجہ سے یہ خیال عام ہوتا جا رہا ہے کہ دوسروں سے سروکار نہ رکھو، دوسرے لوگوں کے معاملات میں مداخلت کرنا بالکل ٹھیک نہیں ہے لیکن برائیوں سے روکنا تو انسانی اور مذہبی فریضہ ہے ورنہ برائیوں کا وبال سب کو لے ڈوبے گا، خطا کار اور پارسا دونوں تباہ ہوں گے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آگاہ کیا ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال ، ۲۵)

اور بچو اس فتنے سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انھیں

---

[1] ترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنھوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

رسول پاک ﷺ نے اس بات کو ایک تمثیل کے ذریعہ بیان فرمایا ہے، جس کی روایت حضرت نعمان ابن بشیرؓ نے کی ہے، آپ نے فرمایا:

"جو اللہ کے احکام کی پابندی کرتا ہے اور جو خلاف ورزی کرتا ہے اس کی مثال اس گروہ کی ہے جس نے ایک کشتی سفر کرنے کے لیے لی، بعض کو اوپر کی منزل ملی اور بعض کو نیچے کی منزل ملی، جو لوگ نیچے کی منزل میں تھے ان کو پانی لینے کے لیے اوپر جانا پڑتا تھا، وہ کہنے لگے، اگر ہم کشتی میں سوراخ کر لیں تو یہیں سے پانی مل جائے گا، ہم کو اوپر جانے کی ضرورت نہ پڑے گی اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دینی پڑے گی، اگر اوپر والے ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیں کہ وہ جو چاہیں کریں تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ لوگ نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں اور کشتی میں سوراخ کرنے سے روک دیں تو سب کے سب سلامت رہیں گے" [1]

بہت سے دیندار لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگوں کو صرف معروف کا حکم دینا چاہیے منکر سے روکنا نہیں چاہیے، یعنی ہم لوگوں کو نماز و روزہ حج زکوٰۃ صدقات خیرات وغیرہ کی تلقین تو کریں، مگر شراب نوشی، زنا کاری، سود خوری، ظلم و زیادتی اور جھگڑا فساد سے نہ روکیں، کیونکہ جب ہم دوسروں کو ان کی برائیوں پر ٹوکیں گے تو وہ ہمیں پریشان کریں گے اور تکلیف پہونچائیں گے۔

یہ سوچنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کے خلاف ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے بھی خلاف ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں کا دین میں یکساں مقام ہے بلکہ برائیوں کے ماحول میں نہی عن المنکر کا فریضہ زیادہ اہم ہے، اس کی وجہ سے پریشانیاں آسکتی ہیں، ان کو برداشت کرنا انبیاء کی سنت اور صحابۂ کرامؓ کا اسوہ ہے اور یہ بڑے مرتبہ کی بات ہے۔ قرآن پاک میں نصیحت ہے:

---

[1] ترمذی، ابواب الفتن، باب منہ

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ
عَلٰى مَآاَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ. (لقمان۔۱۷)

بیٹا نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، بدی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

رسول پاک ﷺ نے جس طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید فرمائی ہے اسی طرح اس کو انجام دینے کا طریقہ بھی بتایا ہے، اگر آدمی اسے دھیان میں نہ رکھے تو ایک برائی کو ختم کرنے کے لیے وہ اس سے بڑی برائی کو وجود میں لانے کا ذریعہ بن جائے گا، اور تشدد و تباہ کاری معاشرہ میں پھیل جائے گی۔ آپ نے فرمایا:

من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہ
فان لم یستطع فبقلبہ و ذٰلک اضعف الایمان ۔[۱]

تم میں سے جو شخص کوئی برا کام ہوتے ہوئے دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، جس کے اندر اس کی طاقت نہ ہو وہ اسے اپنی زبان سے برا کہے اور جس کے اندر اتنی بھی طاقت نہ ہو وہ اسے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔

بہت سی برائیاں ملکی قانون میں بھی جرم ہوتی ہیں، ایسی برائیوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے، بہت سی برائیاں سماج کے لیے خطرناک ہوتی ہیں ان کے خلاف رائے عامہ ہموار کیا جاسکتا ہے، اور اس کے خلاف پبلک سپورٹ حاصل کی جاسکتی ہے بہت سی برائیاں دینی لحاظ سے نقصان دہ ہیں، ان کو ختم کرنے کے لیے دعوت و تبلیغ، افہام و تفہیم سے کام لیا جاسکتا ہے، یہ ساری چیزیں حکمت سے تعلق رکھتی ہیں، امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہمیں معروف و منکر کا علم ہو اور ہم برائی کو ختم کرنے کی حکمت عملی سے بھی واقف ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو برائیوں سے بچنے نیکیوں پر عمل کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض انجام دینے کی توفیق دے (آمین)

---

[۱] مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان